دبو چنگاریاں

۲۸۸۵۸

بھگوان کھلنانی، ساقیؔ

بھگوان کھلنانی ساقیؔ

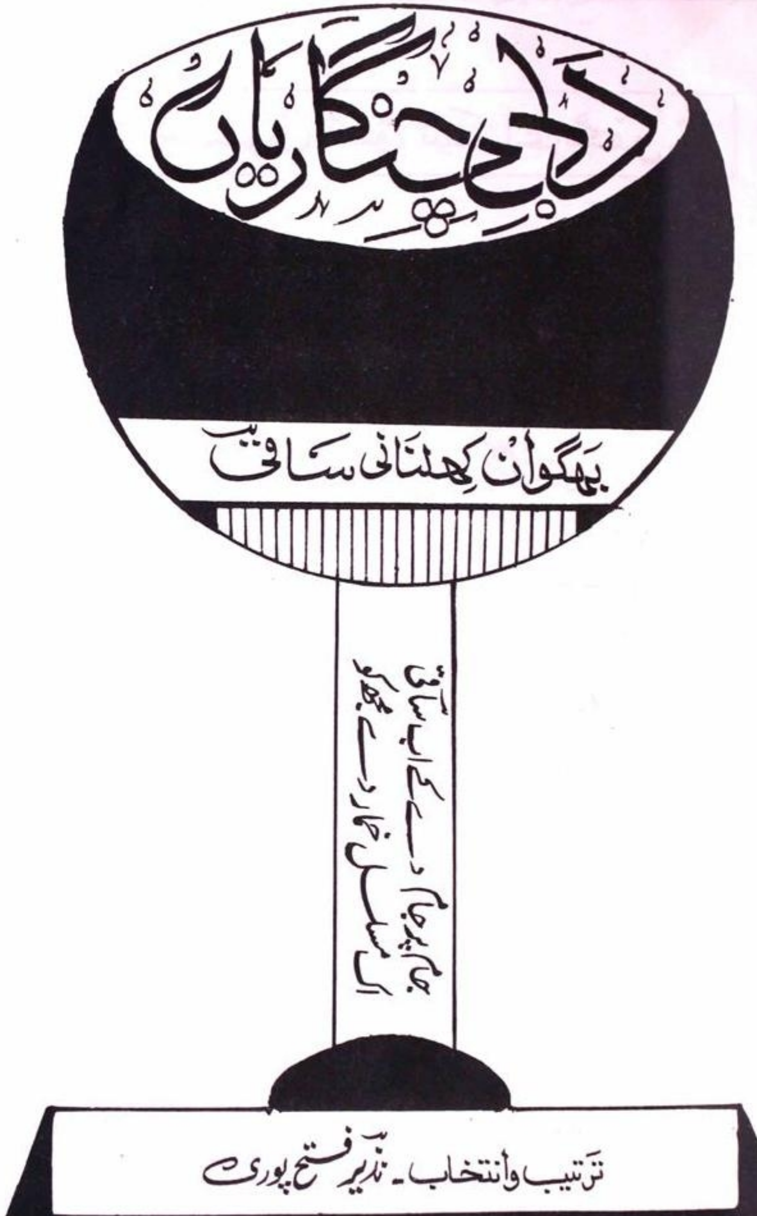
دبی چنگاریاں
بھگوان کھلنانی ساقی
جام پر جام دے کے اب ساقی
اک مسلسل خمار دے مجھ کو
ترتیب وانتخاب۔ نذیر فتح پوری

فطرتاً میں ایک مصوّر ہوں اور قدرتی حسن کا شیدائی ہوں اسی تعلق سے میں نے اپنی غزلوں میں بھی حسن و عشق کی دلفریب و دلنواز داستانیں سمونے کی کوشش کی ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا زندگی کے گلے شکوے بیان کرنے سے گریز کیا ہے میں آج زندگی کے ایسے موڑ پر کھڑا ہوں جہاں.. لوگ پند و نصیحت کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ لیکن میری نظروں میں آج بھی حسن و عشق، پیار محبت اور ایثار و قربانی کے لامتناہی سلسلے رقص کناں ہیں میں زندگی کا آخری سانس بھی خوشی اور شادمانی سے جینا چاہتا ہوں اور یہی مشورہ انسانی برادری کو بھی دیتا ہوں۔

آپ میرے اس مجموعۂ کلام کو فن اور فنکارانہ چابکدستی کی کسوٹی پر مت تولئے مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آج کی نئی شاعری سے میں کوسوں دور رہوں، میں چونکہ روایتوں کا پاسدار ہوں اور پرانی قدروں کا حامل بھی۔ اس لئے میری شاعری آپ دل کی آنکھوں سے پڑھئے اور جذبات کی گہرائیوں سے داد دیجئے اسی التماس پر میں اجازت چاہتا ہوں۔

بھگوان کھلنانی ساقی۔ پونہ

دیکھ کر تیری محبّت بھری آنکھوں کا خمار
نشہ مجھ پر بھی جو چھایا تو غزل کہہ بیٹھا

بھگوان کھلنانی سّاقی

حمد

صرف اتنی ہی دُعا مانگ رہا ہوں تجھ سے
ساری دُنیا کا بھلا مانگ رہا ہوں تجھ سے

جو زمانے کیلئے زخم ہیں میرے دل میں !
ایسے زخموں کی دوا مانگ رہا ہوں تجھ سے

میرے جیون کی سبھی مشکلیں آساں کردے
صرف اتنی سی دعا مانگ رہا ہوں تجھ سے

مہر پہ لب ہوں زباں سے تو نہیں کہہ سکتا
تجھکو معلوم ہے کیا مانگ رہا ہوں تجھ سے

شاد و آباد رہے جس میں ہمیشہ ہر شخص !
ایسی دُنیا کی فضا مانگ رہا ہوں تجھ سے

گھُٹ رہا ہے جو گناہوں سے مرا دم ساقی
تیری رحمت کی ہوا مانگ رہا ہوں تجھ سے

اپنے دل سے کوئی سوال نہ کر!
زندگی اس قدر محال نہ کر

جو بھی آتا ہے بول لیتا ہوں
میری باتوں کا کچھ خیال نہ کر!

کچھ تو کانٹوں کی داستان بھی سن!
صرف پھولوں کی دیکھ بھال نہ کر

آدمی ہے تو آدمی ہی بن
دیوتا بننے کا کمال نہ کر

تو اصولوں کے ان فسادوں میں
زندگی اپنی پائمال نہ کر!

تو بھی خاموش رہ کبھی ساقی
ہر جگہ کوئی قیل وقال نہ کر

زندگی عشق کی کہانی ہے
حسن والوں کی مہربانی ہے

ہم سے پوچھو کہ ہے بڑھاپا کیا
گرم دھرتی پہ سرد پانی ہے

دل کی جب مانتا نہیں کوئی !
دل نے بھی کب کسی کی مانی ہے

مت ہٹاؤ لبوں سے جام میرے
یہ تو جینے کی اِک نشانی ہے

عشق میں زندگی لٹا دینا !
اپنی عادت بہت پرانی ہے

جستجوئے بہار آج بھی ہے!
یار کا انتظار آج بھی ہے

تم نے دیکھا تھا جس نظر سے مجھے
اس نظر کا خمار آج بھی ہے!

ہجر میں تیرے کل بھی روتے تھے
چشمِ دل اشک بار آج بھی ہے

اہل دنیا بدل گئے ہم سے!
میکدہ غمگسار آج بھی ہے

آج بھی دل کے ہیں جواں جذبے
عاشقوں میں شمار آج بھی ہے

دل تو ٹوٹا ہوا ہے ساقی کا!
لیکن امیدوار آج بھی ہے

ہم بنائیں گے گھر کہیں نہ کہیں
ہو گا اپنا بھی در کہیں نہ کہیں

بن بلائے ہی ان کی محفل میں!
آئیں گے ہم نظر کہیں نہ کہیں

عشق والے تو ڈھونڈ لیتے ہیں
حسن والوں کا گھر کہیں نہ کہیں

جان ہی لینگے حالِ دل میرا
ہو گی ان کو خبر کہیں نہ کہیں !

چاہے محلوں میں، چاہے گلیوں میں!
رات ہو گی بسر کہیں نہ کہیں

ہو زمیں یا ہو آسماں ساقی!
ہو گا اپنا سفر کہیں نہ کہیں

دل کی مرجھائی ہوئی شاخ کو پانی دیدے
یاد رکھنے کے لئے کوئی نشانی دیدے

زخم سینے میں پرانے جو ابھر آئے ہیں ! !
درد سہنے کی وہ عادت بھی پرانی دیدے

اُس کو معلوم تو ہو جائے کہ الفت کیا ہے
اس کو پڑھنے کے لئے میری کہانی دیدے

دیکھ لوں پھر وہ جوانی کے حسیں دن یارب
کچھ دنوں کے لئے احساسِ جوانی دیدے

جس ادا سے تو، مرا گیت پڑھا کرتی ہے ! !
اُس ادا سے اسے آواز سہانی دیدے

کچھ نہیں چاہئے ساقی کو خدا! اس کے سوا
صبر کے ساتھ ہی بس شیریں زبانی دیدے

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

موم کو پتھر بنا کر چھوڑیئے
پھول کو خنجر بنا کر چھوڑیئے

جس طرح بھی ہو سکے نادار کی
زندگی بہتر بنا کر چھوڑیئے

اپنی فنکاری میں جلوہ ہے تو پھر
سنگ سے گوہر بنا کر چھوڑیئے

کتنے خوش ہیں وہ جو بیگانے سے ہیں
خود کو پھر بے گھر بنا کر چھوڑیئے

ہر خوشی سانچے میں غم کے ڈھال کر
اور بھی خوشتر بنا کر چھوڑیئے

اتنے مندر بے گھروں کے شہر میں
مندروں کو گھر بنا کر چھوڑیئے

جملہ حقوق بحقِ شاعر محفوظ

کتاب ـــــــ دبی چنگاریاں

شاعر ـــــــ بھگوان کھلنانی ساقی

اشاعت ـــــــ فروری سنہ ۱۹۸۸ء

پبلیشر ـــــــ آل آرٹسٹ ایسوسی ایشن پونہ

کاتب ـــــــ محمد جمیل، پونہ

قیمت ـــــــ دس روپے

زیرِ اہتمام ـــــــ اسباق پبلی کیشنز پونہ ۶

طباعت ـــــــ ریجینٹ آفسیٹ پریس پونہ

ملنے کا پتہ

بھگوان کھلنانی ساقی۔

نمبر ۶ آغا خان بلڈنگ پونہ ۱

ہے زندگی کا پیار ہی جب نام دوسرا!
کرتے ہیں لوگ کس لئے پھر کام دوسرا

دیتا نہیں کوئی مجھے پیغام دوسرا
مل جائے جس سے روح کو آرام دوسرا

جس کے لئے زمانے میں رسوا ہوئے ہیں ہم
اس نے ہی اب لگایا ہے الزام دوسرا

مجھکو بھی رنج و غم ہی ملے ہیں قدم قدم
الفت کا ہو سکا نہیں انجام دوسرا

ہر شعبۂ حیات میں گم نام ہم رہے
ہم سا کوئی نہ پھر بھی ہے بدنام دوسرا

ڈالی نہ میرے جام پہ ساقی نے پھر نظر
اوروں کو بھر کے دیتا رہا جام دوسرا

سرِ فہرست نام میرا تھا
قتل ہونے کا کام میرا تھا

جس میں لفظوں کا کام تھا ہی نہیں
اس طرح کا پیام میرا تھا

تھا اشارہ عدو کے ہاتھوں کا
اس نے سمجھا سلام میرا تھا

اس کی نظروں نے جو دیا مجھ کو
سب سے بہتر انعام میرا تھا

سب تو بھر بھر کے پی رہے تھے
جو بھی خالی تھا جام میرا تھا!

جس جگہ کچھ نہ بن سکا ساقیؔ!
اس جگہ ہی مقام میرا تھا

زندگی کو کھا رہی ہے زندگی
موت کو شرما رہی ہے زندگی

ایک چھوٹی سی مسرت کے لئے
لاکھ چوٹیں کھا رہی ہے زندگی

ہو رہے ہیں اس کے ہم جتنے قریب
دور اتنی جا رہی ہے زندگی!

دیکھ کر روتے ہوئے انسان کو
مسکراتی جا رہی ہے زندگی

کل تلک یہ پھول تھی اور آج کل
خار ہوتی جا رہی ہے زندگی

آ گئی ساقی جنوں میں آج کل
عرش سے ٹکرا رہی ہے زندگی

آؤ تو کچھ پیار کی باتیں کریں
وصل اور اقرار کی باتیں کریں

آگیا دورِ خزاں تو کیا ہوا
عندلیبِ زار کی باتیں کریں

چھوڑ کر دنیا کے نظاروں کی بات
حسن کے دیدار کی باتیں کریں

سوزِ دل جس سے میسّر آسکے
اپنے ہی سُر تار کی باتیں کریں

ہو چکے ہیں ختم قصّے پیار کے
اب دلِ بیمار کی باتیں کریں

ہو گیا ہے بند میخانہ تو کیا!
ساقیٔ طرح دار کی باتیں کریں

جہاں میں کئی کچھ جہاں اور بھی ہیں !
زمیں سے بڑے آسماں اور بھی ہیں

چمن میں نہیں باغباں تو ہوا کیا
گلوں کے یہاں پاسباں اور بھی ہیں

نہ پتھر کی پتھریلی صورت کو دیکھو !
کہ پتھر سے جلوے عیاں اور بھی ہیں

خدا کے متعلق جو کہتے ہیں مذہب
میرے دل میں اس کے بیاں اور بھی ہیں

پہنچتی نہیں ہیں نگاہیں جہاں تک
مکاں سے پرے لامکاں اور بھی ہیں

نہ سمجھو یہ ساقی کہ غم جا چکا ہے
خوشی میں یہاں غم نہاں اور بھی ہیں

دل کے زخموں کی تم دوا نہ کرو
زندگی درد سے جدا نہ کرو

دل پریشاں بہت ہے خوشیوں سے
اور خوشیوں کی اب دعا نہ کرو

اپنی خاموشیوں کی خوشبو کو!
بات کرکے اڑا دیا نہ کرو

تم سے کیا ہم نے گفتگو کی ہے
مسکرا کر یہ راز وا نہ کرو

بھول ساقی کرو ہزار مگر
دل لگانے کی اک خطا نہ کرو

پیار میں پاکیزگی تھی وہ زمانہ اور تھا
جب محبّت زندگی تھی وہ زمانہ اور تھا

ہر بشر کو غم اٹھانے میں مزہ آتا تھا جب
غم میں بھی اک تازگی تھی وہ زمانہ اور تھا

جام پر ہم جام پیتے تھے شرابِ ناب کے
اک مسلسل تشنگی تھی وہ زمانہ اور تھا

گھومتے تھے ہم بیابانوں میں گلشن کی طرح!
کیا حسیں آوارگی تھی وہ زمانہ اور تھا

جستجوئے عشق میں رہتا تھا سرگرداں بہت!
حُسن میں جب سادگی تھی وہ زمانہ اور تھا

لُطف تھا ساقی ہماری زندگی میں جنؔ نوں
موت بھی اک زندگی تھی وہ زمانہ اور تھا

اشک سے دریا ہوا دریا سے طوفان ہوگیا
کشتیٔ عمرِ رواں کا ساز و ساماں ہوگیا

فصلِ گل میں دل کی وحشت کا جو ساماں ہوگیا
چاک دامن ہوگیا، پرزے گریباں ہوگیا

دفعتاً اس نے رخِ روشن سے جب الٹی نقاب
ایک میری بات کیا، عالم بھی حیراں ہوگیا

یوں بظاہر برق کی پوری ہوئی خواہش مگر
آشیانہ جل کے خود گلشن پہ قرباں ہوگیا

اب رہائی کی کوئی صورت نظر آتی نہیں
مرغِ دل میرا اسیرِ زلفِ پیچاں ہوگیا

رنج و غم، درد و الم ساقی نے اتنے دیدئے
میری خاطر خوب آسائش کا ساماں ہوگیا

نہ اس کا کوئی پیام آیا نہ اس کا کوئی سلام آیا
نہ جانے پھر کیوں مری زباں پر ہمیشہ اس کا ہی نام آیا

لکھا ہے خونِ جگر سے میرے کسی نے افسانۂ محبت
مگر یہ کیسا ستم ہے دیکھ کہیں بھی میرا نہ نام آیا!

اُدھر نگاہوں کی شوخیوں سے وہ سب کے دل کو لبھا رہے ہیں!
اِدھر ہماری گزارشوں کا نہ کوئی جذبہ ہی کام آیا!

دوات دل کی ہوئی تھی خالی لکھا نہ جائے تھا حال دل کا
گرا جو آنکھوں سے اشک میرے سیاہی بن کے وہ کام آیا

نظر نظر سے ملی نہ تھی تو نصیب نے یہ دکھایا منظر
تمہارے میرے ملن سے پہلے جدائیوں کا مقام آیا!

جو کچھ بھی ہو چکا ہے اسے درگزر کرو
باقی جو زندگی ہے خوشی سے بسر کرو

زخمی کیا ہے دل تو اب زخمی جگر کرو
احساں اُدھر کیا تھا تو اب احساں ادھر کرو

پھر اس کے بعد لوگ سنینگے خلوص سے
پہلے خود اپنی شاعری کو پُر اثر کرو!

اُلجھی ہوئی حیات سنورتی ہے جب تلک
تب تک جہانِ حسن پہ تھوڑی نظر کرو

دل سے مٹا کے ساقی مرے پیار کے نقوش
بے گھر کرو نہ تم مجھے یوں دربدر کرو

انتساب

حکیم آزی

اور

نذیر فتح پوری

کے

نام

بھگوان کھلنانی ساقی

ہر خوشی غم کی گھٹاؤں میں چھپی رہتی ہے
دل کی ہر آس دعاؤں میں چھپی رہتی ہے

آ کے ظالم تو مرے دل کی صدائیں سُن لے
آگ آہوں کی صداؤں میں چھپی رہتی ہے

یہ حسیں لوگ ستمگر بھی ہیں معصوم بھی ہیں !
تیغ توان کی اداؤں میں چھپی رہتی ہے

زندگی ایک حسیں راز کی مجبوری ہے
یہ حقیقت تو بلاؤں میں چھپی رہتی ہے

شکر ہے کہ مرے گلشن میں خزاں آئی ہے
فصلِ گل بھی تو خزاؤں میں چھپی رہتی ہے

اس لئے جیتے ہیں ہم ساقی جفائیں سہہ کر
زندگی ساری جفاؤں میں چھپی رہتی ہے

لوگ دنیا میں ہیں سب آگ لگانے والے
ایک ہم ہی ہیں فقط آگ بجھانے والے

ہم تو ہر بات میں ہیں سب کو ہنسانے والے
رات بھر جاگ کر دنیا کو سلانے والے

آدمی ہم کو رلانے کو تُلے ہیں لیکن
خود ہی رو دیتے ہیں وہ ہم کو رلانے والے

وہ چلے آج تو کل ہم بھی چلے جائینگے !
وہ گئے دن کو تو ہم رات کو جانے والے

تھی وہ کچھ داستاں ایسی کہ سنائی رو کر
ورنہ ہم تو نہیں کچھ رو کے سنانے والے

غوطہ زن پا ہی گئے گوہر مقصد ساقی !
خاک ملتے ہی رہے خاک اڑانے والے

بڑی عمر کی بددعا دے نہ جانا!
مجھے عمر بھر کی سزا دے نہ جانا

اگر میرے حصّے میں آتا ہے کچھ بھی
تو پھر سوزِ دل کے سوا دے نہ جانا!

میرے زخم تو ہیں میرے دل کی دولت
خدارا انھیں تم دوا دے نہ جانا

فقط اپنی خوشیوں کی خاطر جیوں میں
مجھے ایسی کوئی سزا دے نہ جانا

قیامت میں تم ہم سے ساقی ملو گے
تم ایسا حسیں آسرا دے نہ جانا

جیسے چلتی ہے زمانے کی ہوا اچھی ہے
گھر کے آرام سے باہر کی بلا اچھی ہے

شربتی زہر سے کڑوی سی دوا اچھی ہے!
دوست کے دھوکے سے دشمن کی جفا اچھی ہے

اس لئے روٹھ کے میں دیکھنا چاہوں گا ضرور
کہتے ہیں تیرے منانے کی ادا اچھی ہے

وہ نہیں بولینگے ہم سے تو ہم مر جائینگے
ایسی خاموشی سے کوئی بھی سزا اچھی ہے

دیکھ کر شیش محل میرا یہ دولت میری!
ہر بُری بات کو لوگوں نے کہا اچھی ہے

زندگی ہے تو بُری بھی ہے بھلی بھی ساقی
مجھ میں دونوں سے الجھنے کی کلا اچھی ہے

مجھے اپنی بزمِ حیات میں ابھی غم اٹھانے کا شوق ہے
یہ تو اس دوانے کی بات ہے جسے ڈوب جانے کا شوق ہے

تیری ہر نظر میں ہیں شوخیاں میری ہر نگاہ میں نرمیاں
تجھے زخم دینے کی عادتیں مجھے زخم کھانے کا شوق ہے

مرے دل پہ گرتی ہیں بجلیاں یوں نہ مسکرا جو کہا گیا
تیرا یہ جواب کہ کیا کروں مجھے مسکرانے کا شوق ہے!

میری زندگی کی یہ ریت تھی کہ قدم قدم مری جیت تھی
میں تو جیت جیت کے تھک چکا مجھے ہار جانے کا شوق ہے

مجھے مسجدوں میں نہ لے چلو مجھے مندروں سے الگ رکھو
ابھی حسن کے ہی حضور میں مجھے سر جھکانے کا شوق ہے

رسمِ اُلفت کبھی ادا تو کرو
کم یہ دوری کا فاصلہ تو کرو

روز در پر سوال کرتے ہیں
ہم فقیروں کو کچھ دیا تو کرو

ہجر میں ہم جیئں کہ مر جائیں
آکے اتنا سا فیصلہ تو کرو

کچھ تو بولو ہمارے بارے میں
ہو نہ تعریف پھر گلہ تو کرو!

پاس آنے میں ہچکچاتی ہو!
دور سے ہی سہی ملا تو کرو

بنتے ہیں روز روز فسانے نئے نئے
ہوتے ہیں لوگ روز دوانے نئے نئے

آئینگے اس کے بعد زمانے نئے نئے
بربادیوں کے ہو گے نشانے نئے نئے

تنہائیوں میں کھود کر دل اور دماغ کو !
نغموں کے پائے ہم نے خزانے نئے نئے

محفل وہی ہے شمع بھی پروانے بھی وہی !
آتے ہیں لوگ رنگ جمانے نئے نئے

واقف نہیں ہیں عشق کے رسم و رواج سے
ہم تو ہوئے ہیں تیرے دوانے نئے نئے

غم سے ہی دل میں آئیگی جذبات پر بہار
نکلیں گے پھول بن کے ترانے نئے نئے

ہر مہ جبیں کے ناز و ادا ہیں الگ الگ
ملتے ہیں عاشقی کے بہانے نئے نئے

میخانہ بند ہو گیا ساقی تو کیا ہوا
کر لینگے میگسار ٹھکانے نئے نئے

کون گائے گا تیرے نغمے مرے جانے کے بعد
ختم ہو جائے گی محفل میرے اٹھ جانے کے بعد

وہ عبث ہی میری میّت کو جلانے آ گئے!
رہ گیا جلنے کو کیا اب دل کے جل جانے کے بعد

رات بھر دل کو تسلّی دی تھی میں نے جاگ کر!
خود پہ رونا آ گیا پھر دل کو بہلانے کے بعد

ہر خوشی کی آخری منزل تو رنج و غم ہی ہے
داستانِ گل لکھینگے، گل کے مرجھانے کے بعد

مجھکو ساقی ہوش میں لانے کی اب کوشش نہ کر
ہر گنہ میں نے کیا ہے ہوش میں آنے کے بعد

نام لکھنا ہے تو لکھنا مرا دیوانوں میں
میرے ملنے کا پتہ پوچھنا ویرانوں میں

لے گیا جذبۂ الفت جو بیابانوں میں !
صاف سنتا ہوں صدا یار کی اب کانوں میں

پارسا کوئی ہے، درویش و فرشتہ کوئی
میں ہی اک رہ گیا انسان سا انسانوں میں

دیر و کعبہ میں تو ملتی ہے مجھے ناکامی !
کامیاب ہوتا ہوں چاہت کے صنم خانوں میں

آج ہر کوئی مری بات پہ ہنستا ہے مگر
نام کل آئے گا میرا بھی سخن دانوں میں

تم مجھے ایک نظر پیار سے دیکھو ساقی
پھر نئی جان سی آجائے گی ارمانوں میں

حسین دل کی حسیں منزلیں تلاش کرو
نیا گلستاں، نئی بلبلیں تلاش کرو

زباں پہ شکوہ نہیں، آہ بھی لبوں پہ نہیں
خموشیوں میں نہاں ہلچلیں تلاش کرو

وفا کا مقبرہ پھر شوق سے بنا لینا!
جو دل سے نرم ہوں ایسی سلیں تلاش کرو

قرار کس کو ملا عیش کے گھروندوں میں
سکونِ دل کے لئے مشکلیں تلاش کرو

جہاں بھی اس کا نشاں پاسکو کبھی ساقی
وہ گھر، وہ راستے، وہ محفلیں تلاش کرو

الفت کی آگ اشک رلاتے نہیں کبھی
چاہت کے شعلے دل کو جلاتے نہیں کبھی

جاتے ہیں جو اِدھر سے وہ آتے نہیں کبھی
کیا حال ہے ادھر کا بتاتے نہیں کبھی

پروانے آگے پیچھے سے جلتے ہیں شمع پر!
جلنے کا کیا سبب ہے بتاتے نہیں کبھی!

عاشق تو ایسے ہوتے ہیں جو عشق میں سدا
جلتے ہیں خود کسی کو جلاتے نہیں کبھی

جینے کی بھیک مانگتے پھرتے ہیں جو بشر
وہ زندگی کا لطف اٹھاتے نہیں کبھی!

شرمیلا پن ہے ان کی طبیعت میں اسلئے
ساقی غزل کسی کو سناتے نہیں کبھی!

یہ کرشمہ بھی محبت کا دکھانا ہے مجھے
آسمانوں کو زمینوں پر جھکانا ہے مجھے

ہر قدم پر اک نشانِ بے نیازی چھوڑ کر
زندگی کو ڈھنگ جینے کا سکھانا ہے مجھے

جو خزانہ پیار کا دل میں چھپایا عمر بھر!
موت سے پہلے یہ مال و زر لٹانا ہے مجھے

جسم تو مٹی کا ہے مٹی ہی میں مل جائے گا
روح لیکر ہی خدا کے پاس جانا ہے مجھے

زندگی نے جس قدر ساقی ستایا ہے مجھے
زندگی سے اس کا بھی بدلہ چکانا ہے مجھے

ہمارے شعر جہاں کو سنا دیئے جائیں
اگر پسند نہ آئیں جلا دیئے جائیں

کبھی تو رنج والم دیتے ہیں سکوں دل کو
غموں کے گیت خوشی میں سنا دیئے جائیں

بہت زمانے میں اب نام ہو چکا میرا
مرے گناہوں سے پردے اٹھا دیئے جائیں

وہ آکے اپنے ستم کی نشانیاں دیکھیں
مرے مزار پہ کانٹے بچھا دیئے جائیں !

جہاں سے بھاگ نہ جاؤں جنونِ الفت میں
مرے خیالوں پہ پہرے لگا دیئے جائیں

کھلی آنکھوں سے ہر سپنا سہانا دیکھتے جاؤ
ابھی تو اور بدلے گا زمانہ دیکھتے جاؤ

رہیں گے جا کے جب آکاش پر سب لوگ دھرتی کے
پلٹ آئے گا مجھ جیسا دوانہ دیکھتے جاؤ

لگائی جس طرح سے آگ اس نے ساری دنیا میں
جلائے گا خود اپنا آشیانہ دیکھتے جاؤ

نبھایا تم نے ہر ناتا وفا کا بے وفائی سے
ہمارا رسمِ الفت بھی نبھانا دیکھتے جاؤ

نہیں آیا ہمیں نظریں ملانا آج تک جس سے
سکھا دیگا وہ خود نظریں ملانا دیکھتے جاؤ

دیتا ہے درد دل کو سہارا کبھی کبھی!
ہوتا ہے غم خوشی سے بھی پیارا کبھی کبھی

مانا کہ ہم نے پیار کیا جھوٹ سے مگر
جھوٹوں نے بھی تو سچ کو سنوارا کبھی کبھی!

اسبابِ مال و زر کی حصولی کے باوجود
ہوتا نہیں بشر کا گزارا کبھی کبھی!

اہلِ جہاں سے ترکِ تعلق کے باوجود
کرتے ہیں لوگ ذکر ہمارا کبھی کبھی!

کسی کی یاد میں دل بے قرار رہنے دے
تمام عمر غمِ انتظار رہنے دے

ہمارے دل کے چمن میں تو پھول کھل نہ سکے
ہمارے زخمِ جگر پر بہار رہنے دے

وفا تو وہ نہ کریں گے یہ جانتا ہوں میں
بے اعتبار پہ کچھ اعتبار رہنے دے

یہ اشک ہی تو علامت ہیں میری چاہت کی
تو آنکھیں یونہی مری اشکبار رہنے دے

کبھی تو دیکھے گا آکر وہ حال ساقی کا
جنوں کا پردہ یونہی تار تار رہنے دے

پیار سے اس نے بلایا تو غزل کہہ بیٹھا
دو گھڑی پاس بٹھایا تو غزل کہہ بیٹھا

ان کی چنچل سی نگاہوں کے اشارے کیا تھے
کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو غزل کہہ بیٹھا

اپنے ہونٹوں سے لگایا ہوا اک جام مجھے
اس نے لاکر جو پلایا تو غـــزل کہہ بیٹھا

دیکھکر تیــری محبت بھری آنکھوں کا خمار
نشہ مجھ پر بھی جو چھایا تو غزل کہہ بیٹھا

داستانِ غم دل اس نے ســنائی مجھ کو !
درد سے دل جو بھر آیا تو غزل کہہ بیٹھا

مجھ کو ســاقی تو پلاتا ہی رہا بھر بھـر کے
پھر بھی نشہ نہیں آیا تو غزل کہہ بیٹھا

خوشی دیکر خوشی لینگے، خوشی سے غم اٹھائیں گے
کوئی دیکھے گا زخمِ دل تو ہنس ہنس کر دکھائیں گے

سجا لینا ہمارے تذکروں سے اپنی تحریریں
ہم اپنی داستاں تیری کہانی سے سجائیں گے

جو آساں کام ہے مشکل بنانا اس کو آساں ہے
اٹھا کر مشکلیں، مشکل کو ہم آساں بنائیں گے

خدا کو تو نہیں دیکھا ہے، اُس کا حُسن دیکھا ہے
حسینوں کے وسیلے سے خدا تک پہنچ جائیں گے

تمہارا نام سُن کر ہم تمہارے در پہ آئے تھے
ملے گا کچھ تو لے لینگے، نہیں تو لوٹ جائیں گے

بہت ممکن ہے یہ نیکی ہی کوئی کام آجائے
رُلا کر خود کو ہم ساتی زمانے کو ہنسائیں گے

دل کی دنیا کو لٹانے میں مزا آتا ہے
اپنی ہستی کو مٹانے میں مزا آتا ہے

عمر بھر راہِ صداقت پہ چلے ہیں ہم بھی
ہم کو یہ جھوٹ بتانے میں مزا آتا ہے

نہ کوئی دھرم ہے اپنا نہ کوئی مذہب ہے
دل کو ہر سمت جھکانے میں مزا آتا ہے

پل میں وہ دوست ہے، بن جاتا ہے پل میں دشمن
کیوں اسے مجھکو ستانے میں مزا آتا ہے

ٹھوکریں کھا کے ہی مل جائے گی اک دن منزل
اس لئے ٹھوکریں کھانے میں مزا آتا ہے

اب تو پینے میں کوئی لطف نہیں ہے ساقی
بس زمانے کو پلانے میں مزا آتا ہے

پہلا قدم

بھگوان کھلنانی ساقی کا آبائی وطن سندھ حیدر آباد ہے آپ آزادی کے بعد یہاں تشریف لائے اور پونہ ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی، فنونِ لطیفہ سے آپ کو ابتدا ہی سے شغف رہا ہے آپ موسیقی کے دلدادہ ہیں اور گائیکی میں بھی عمل دخل رکھتے ہیں، آپ کی مادری زبان سندھی ہے اس لئے آپ نے اس زبان میں بھرپور شاعری کی ہے اور " دلربائیاں " عنوان سے غزلوں کا ایک دلکش مجموعہ سندھی زبان کو دیا ہے۔

آپ معلم رہ چکے ہیں اپنے درس و تدریس کے عمل سے آپ نے نوجوان نسل کو بے حد متاثر کیا ہے آپ نے اپنے تلامذہ کو اخلاقیات کی جو تعلیم دی ہے وہ اس دور کے لئے ایک نعمت عظمیٰ سے کم نہیں۔

اردو زبان و ادب سے بھی آپ کو گہرا لگاؤ رہا ہے اس لئے آپ نے اردو کو بھی اپنے محسوسات کے اظہار کا وسیلہ بنایا ہے، سندھی کی طرح آپ اردو میں بھی غزل کہتے ہیں، اردو غزل ایک ایسی دوشیزہ کی مانند ہے جس کی زلفِ گرہ گیر کا ہر کوئی اسیر نظر آتا ہے ساقی صاحب بھی اِن اسیروں میں سے ایک ہیں جو اس سے رہائی کے طالب نہیں۔

ساقی صاحب نے فن کارانہ ہنرمندی یا استادانہ رکھ رکھاؤ کے اظہار کے لئے غزل کا سہارا نہیں لیا بلکہ اپنے دلی جذبات اور نرم و نازک محسوسات کے لئے اس صنفِ نازک کی کلائی تھامی ہے اس لئے ان کی غزلوں میں لفظی بازی گری یا دانشمندانہ کرتب بازی کی جگہ نرم جذبہ، نرم گفتار، نرم لہجہ، نرم اظہار اور دل کو گدگدا دینے والے عشق و محبت کے تذکرے

ہر خزاں میں بہار دے مجھکو
یعنی ہر وقت پیار دے مجھکو

منزلِ عشق پار کر لوں گا
صبر اور انتظار دے مجھکو

دل کے آرام کا سبب ہے یہ
گریۂ زار زار دے مجھکو

زندگی مختصر ہے پھولوں کی!
باغباں صرف خار دے مجھکو

جام پر جام دیجئے اب ساقی
اک مسلسل خمار دے مجھکو!

حسیں بتوں سے سجی محفلوں کی بات کرو
نظر کے، پیار بھرے سلسلوں کی بات کرو

یہ کیا؟ کہ وصل کے افسانے ہی کہے جاؤ
کبھی تو ہجر میں جلتے دلوں کی بات کرو

بھلا دو بیتی ہوئی زیست کے حسیں لمحے
جو سر پہ آئی ہیں ان مشکلوں کی بات کرو

مٹا کے حرفِ غلط کی طرح نظامِ کہن
نئے مقام، نئی منزلوں کی بات کرو

اتر گیا ہے کوئی بے حجاب شیشے میں !
تڑپ رہے ہیں محبت کے خواب شیشے میں

جو آسمان پہ جنّت تلاش کرتا ہے
اسے کہو کہ ہے جنّت جناب شیشے میں !

سنا دے واعظِ ناداں کو یہ خبر کوئی
گلے ملے ہیں گناہ و ثواب شیشے میں

غمِ حیات کے خاروں سے ہے بھرا دامن
کھلے ہوئے ہیں مہکتے گلاب شیشے میں

اب آکے پی لے، یہی التجا ہے ساقی کی
بچی ہوئی ہے جو تھوڑی شراب شیشے میں

کوئی نگاہِ پریشاں مری تلاش میں ہے
غمِ حیات کا ساماں مری تلاش میں ہے

میں اپنے آپ پر شیدا ہوا ہوں حیں دن سے
تبھی سے حسنِ نگاراں مری تلاش میں ہے

مجھے تو واسطہ کوئی نہیں ہے دنیا سے
نہ جانے پھر بھی کیوں انساں مری تلاش میں ہے

جو اپنے آپ کو اب تک تلاش کر نہ سکا
سنا ہے میں نے وہ ناداں مری تلاش میں ہے

کسی حسیں نے سنائی ہے جب سے میری غزل
تبھی سے محفلِ یاراں مری تلاش میں ہے

مریضِ عشق ہوں اور حُسن ہے دوا میری
مرے ہی درد کا درماں مری تلاش میں ہے

آنکھوں میں جو پوشیدہ ہے وہ پیار کہاں جائے
جب تم نہ ملو، خواہش دیدار کہاں جائے

دنیا کی ہر اک چیز پہ زردار ہے قابض!
جینے کے لئے ایسے میں نادار کہاں جائے

صیاد زمیں پر ہے تو ہے برق فلک پر!
ایسے میں بھلا طالبِ گلزار کہاں جائے

مالی نے تو سینچے ہیں بڑے پیار سے دونوں
پھولوں سے بنے ہار تو پھر خار کہاں جائے

میخانے پہ ساقی نے لگا رکھے ہیں پہرے
جو جام کا طالب ہے وہ میخوار کہاں جائے

جب کبھی تم مسکراتے ہو صنم
لعل و گوہر ہی لٹاتے ہو صنم!

میں تو اس کو بھی سمجھتا ہوں ثنا
جو بھی تم تہمت لگاتے ہو صنم

گیسوؤں کو کھول کر بیٹھے ہو کیوں
رات کیوں دن کو بناتے ہو صنم!

پاس آ کر بھی چلے جاتے ہو دور
کیوں مجھے یوں آزماتے ہو صنم

یہ ہمارے پیار کے نغمات ہیں
دوسروں کو کیوں سناتے ہو صنم

تم کو ساقی سے جو نفرت ہے تو پھر
آنکھ اس سے کیوں ملاتے ہو صنم

پھول کھلتے ہیں تو کانٹوں کو ہنسی آتی ہے
ایسے کِھلنے پہ خزاؤں کو ہنسی آتی ہے

چاند کو دیکھ کے تاروں کو ہنسی آتی ہے
خود اجالوں پہ اجالوں کو ہنسی آتی ہے

حیف صد حیف کہ آیا ہے زمانہ کیسا!!
اب بزرگوں پہ جوانوں کو ہنسی آتی ہے

دور رہتے ہیں تو رہتے ہیں خفا ہم دونوں
آنکھ ملتی ہے تو دونوں کو ہنسی آتی ہے

پہلے، سنتے تھے تو خوشیوں پہ ہنسا کرتے تھے
اب تو ماتم پہ بھی لوگوں کو ہنسی آتی ہے

زندگی ایسی حقیقت ہے کہ جس پر ساؔقی!
تھوڑے روتے ہیں تو تھوڑوں کو ہنسی آتی ہے

بنالو اپنا دیوانہ مگر آہستہ آہستہ
ہمارا دل بھی لے جانا مگر آہستہ آہستہ

ابھی آئے ہو کہتے ہو میں جاتا ہوں میں جاتا ہوں
ذرا بیٹھو چلے جانا مگر آہستہ آہستہ

بڑے کومل ہیں اس کے نرم و نازک مخملی گیسو
ہواؤ! ان کو لہرانا مگر آہستہ آہستہ

بھُلا دیتے ہو تم سب کو تمہاری ہے ادا یہ ہی
مجھے بھی بھول ہی جانا مگر آہستہ آہستہ !

ابھی اٹھتی جوانی کا اسے احساس ہے لیکن
اسے آئے گا شرمانا مگر آہستہ آہستہ

نہیں پیتے شرابِ عشق جو اپنی جوانی میں
پڑے گا ان کو پچھتانا مگر آہستہ آہستہ !

ہماری زندگی میں ہیں ہزاروں خامیاں ساقی
زمانے کو ہے بتلانا مگر آہستہ آہستہ!

رفتہ رفتہ آپ بن جائینگے دیوانے میرے
چھپ کے چھپکے سُننے کو آئینگے افسانے میرے

رفتہ رفتہ عشق کا تم پر نشہ چھا جائیگا !
پھر مزا دینگے تمہیں یہ پیار کے طعنے میرے

رفتہ رفتہ میکدے سے ختم ہو جاتی ہے
ہیں سدا بھرپور دو آنکھوں کے پیمانے میرے

رفتہ رفتہ گیت لکھ کر گیت خود بن جاؤنگا
ہر کسی کے لب پہ ہونگے ایک دن گانے میرے

رفتہ رفتہ دل سے ہر اک آرزو مٹ جائیگی
تب بھرے ہو جائینگے یہ دل کے ویرانے میرے

رفتہ رفتہ شان و شوکت جب مری مٹ جائیگی
تب مرے دشمن بھی لگ جائیں گے گن گانے مرے

نظر نظر سے ملا کر جناب کہتے ہیں
نشہ اسی میں ہے اس کو شراب کہتے ہیں

ہیں بند ہونٹ مگر مسکرا رہے ہیں وہ
زبانِ عشق میں اس کو جواب کہتے ہیں!

ہر ایک بات میں ان کا بھلا کیا ہم نے
اسی لئے تو وہ ہم کو خراب کہتے ہیں!

گریباں چاک پریشان حال ہے ساقی!
یہ لوگ پھر بھی مجھے کیوں نواب کہتے ہیں

بدرجۂ اتم پائے جاتے ہیں علاوہ ازیں ساقی صاحب کی غزلوں میں کہیں کہیں نئی نسل اور نئی قدروں سے متعلق طنز کے بھرپور نشتر بھی ملتے ہیں۔

ساقی صاحب انسان دوستی پر یقین رکھتے ہیں اور انسانیت ہی کو مذہب سمجھتے ہیں اسی لئے آپ کے خیالات میں وسعت اور رفعت پائی جاتی ہے آپ خدا سے ساری دنیا کا بھلا مانگتے ہیں، اسی لئے آپ کی شاعری کے پس منظر میں ایک درد بھرے دل کی آواز صاف سنائی دیتی ہے میں چاہتا ہوں کہ ہر شخص اس درد بھری آواز کو اپنے دل کے کانوں سے سماعت کرے اور اپنی آواز اس آواز سے ملا کر ایک ایسے گیت کو جنم دے جو ساری انسانیت کا گیت ہو جس کے بول سن کر سسکتی ہوئی زندگی ابدی سکون پا سکے۔

نذیر فتح پوری
مدیر اسباق ۱۲۸/۲ نیتا پارک ایروڈ ا پونہ ۶۱

چاہتا ہوں زندگی میں اب تو کچھ آرام میں
ہوگیا ہوں کام کرتے کرتے بھی بدنام میں

پیتے پیتے آج مجھکو آگیا آخر نشہ !
خود ہی خود سے مل کے جو کرتا ہوں اب پرنام میں

لطف اب ملنے لگا طوفانی لہروں میں مجھے
پہنچ کر ساحل پہ ہو جاتا ہوں بے آرام میں

عشق کا جذبہ میرے قابو میں اب رہتا نہیں
بک رہا ہوں حسن والوں کے یہاں بے دام میں

نیند کا آنکھوں میں میرے ہے انوکھا سا خمار
تو یقیناً خواب میں دیکھوں گا ایک گلفام میں

جام کی بھی اور ساقی کی بھی دعوت ہے مجھے
میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ہو گیا خیّام میں

ان سے ہم پیار جتانے کو چلے
آگ خود دل میں لگانے کو چلے

حالِ دل اِن کو سنانے کو چلے
ان سے کچھ مانگ کے لانے کو چلے

اشک آنکھوں میں بھرے ہیں پھر بھی
ہم زمانے کو ہنسانے کو چلے !

دل تو ملتا نہیں دل سے ان کے
آنکھ سے آنکھ ملانے پہ چلے !

ان کے احسان ہیں ہم پر جتنے !
زخمِ دل اتنے دکھانے کو چلے

آج پھر روٹھ گیا ہے ساقی
کوئی تو اسکو منانے کو چلے

میری باتوں کا نیا انداز اب ہونے لگا
اس لئے دشمن میرا دم ساز اب ہونے لگا

داستانِ شوق کا آغاز اب ہونے لگا!
فاش جیسے ہر بشر کا راز اب ہونے لگا

عشق کا جذبہ بھی میری عمر سے بڑھنے لگا
عاشقوں میں رتبۂ ممتاز اب ہونے لگا

شام غم نے کر دیا ہے آج پھر تنہا مجھے
زندگی کا اک نیا آغاز اب ہونے لگا

میں شریکِ بزمِ یاراں ہو رہا ہوں آج پھر !
عاشقی کا اک نیا اعجاز اب ہونے لگا!

کہتے ہیں ساقی کو دیوانہ یا بیگانہ سبھی !
اس لئے تو خود پہ مجھکو ناز اب ہونے لگا

کھلتے بھی ہیں گلاب چمن میں کہیں کہیں
جیسے ہیں جاں نثار وطن میں کہیں کہیں

مانا کہ آسماں پہ ہے عالم سکون کا!
جلتے بھی ہیں ستارے گگن میں کہیں کہیں

جنگل کی زندگی میں بھی کچھ لطف ہے ضرور
کرتا ہے رقص مور جو بن میں کہیں کہیں!

فرقت میں ان کی یاد سے ملتا تو ہے سکوں
شعلے بھی ہیں بھڑکتے بدن میں کہیں کہیں

غزلیں تو خوب کہتا ہوں پر دعویٰ نہیں مجھے
لغزش تو ہی جاتی ہے فن میں کہیں کہیں!

اس بات کا جواب نہ ساقی کو مل سکا!
لگتے ہیں کیوں سمن بھی دمن میں کہیں کہیں

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

آنکھ چھپ چھپ کر ملانے کا مزا کچھ اور ہے
ہاتھ ہاتھوں سے چھڑانے کا مزا کچھ اور ہے

انتظاری، بے قراری، آہ وزاری سر بہ سر
اس طرح دل کو جلانے کا مزا کچھ اور ہے

اب وہ پہلی سی مری شہرت نہیں تو کیا ہوا
جیت کر بھی ہار جانے کا مزا کچھ اور ہے

ساتھ تیرے گیت گانے کا مزا کچھ اور تھا
اب اکیلے گیت گانے کا مزا کچھ اور ہے

پہنچ کر ساقی سرِ منزل مزا آیا بہت
لوٹ کر منزل سے جانے کا مزا کچھ اور ہے

زلف چہرے سے ہٹاؤ تو سہی !
چاند دنیا کو دکھاؤ تو سہی

اپنی میخانہ صفت نظروں سے
دل کی کچھ پیاس بجھاؤ تو سہی

دل کی ہر بات سمجھ جاؤ گی!
آنکھ سے آنکھ ملاؤ تو سہی

پھر غزل سننے کی خواہش کرنا
دل مرا پہلے دکھاؤ تو سہی

چاند تاروں کو بھی لے آؤں گا
اپنی محفل میں بلاؤ تو سہی

پاؤ گے عشق کی لذّت ساقی
چوٹ دل پر کوئی کھاؤ تو سہی

میرا بھی کچھ نہیں ہے تو تیرا بھی کچھ نہیں
سب کچھ تو ہے خدا کا کسی کا بھی کچھ نہیں

کیسے ہوا نشہ اسے، کیسے ہوا مجھے
اک دوسرے کو ہم نے پلایا بھی کچھ نہیں

اس طرح ہم نے کھیلا غمِ زندگی کا کھیل
جیتا بھی کچھ نہیں ہے تو ہارا بھی کچھ نہیں

ساقی سے پوچھا اس نے کہ آئے ہو کس لئے
بولا بھی کچھ نہیں تو چھپایا بھی کچھ نہیں !

جتنا آرام کا سامان نظر آتا ہے
اتنا انسان پریشان نظر آتا ہے

دور بستی سے جو جنگل میں رہا کرتے ہیں
اُن کو حیوان بھی انسان نظر آتا ہے

یہی معراجِ پرستش ہے جنوں کی میرے
ہر حسیں بت مجھے بھگوان نظر آتا ہے

گردشِ وقت نے دکھلایا ہے کیسا منظر
اب عقلمند بھی نادان نظر آتا ہے

اب تو تنہائی کا احساس ہے اتنا ساقی
مجھکو یہ شہر بھی سنسان نظر آتا ہے

لبریز کر کے دے دے جامِ شراب ساقی
اب تک تو ہے ہمارا دورِ شباب ساقی

آیا ہوں میکدے میں فردا کا غم بھلانے
بھر بھر کے جام دے دے اب بے حساب ساقی

رندوں کے حق میں ہے یہ دونوں جہاں کی نعمت
زاہد سمجھ رہا ہے مے کو خراب ساقی

للہ تشنگی کی دیوانگی میں پی کر!
کیسا گناہ سمجھوں کیسا ثواب ساقی

ترچھی نظر کبھی ہے رخ پر کبھی ہے پردا
کیا ہے عجیب آخر طرزِ حجاب ساقی

یہ برق پاش نظریں انداز کافرانہ!
توبہ شکن ملا ہے، تجھ کو شباب ساقی

ہوگا نظامِ عالم زیر و زبر گھڑی میں!
رُخ سے ہٹا نہ اپنے ہرگز نقاب ساقی!

حرفِ چند!

اُردو زبان کی بے شمار خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی خاص قوم یا فرقے کی زبان نہیں ہے، اُردو زبان کی تاریخ گواہ ہے کہ اس کے وجود کے بعد ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اور بھارت میں بسنے والی دیگر اقوام نے اِسے اپنایا اور سینے سے لگایا، یہی وجہ ہے کہ ماضی کی طرح آج بھی کشمیر سے کنیا کماری تک پورے ہندوستان میں اُردو بولنے والے اور سمجھنے والے موجود ہیں بلکہ وہ اس زبان کے عاشق بھی ہیں، اگر ہم غیر مسلم ادیبوں اور شاعروں کی فہرست مرتّب کرنا چاہیں تو ایک طویل فہرست بن سکتی ہے۔

میرے عزیز دوست " بھگوان کھلنانی ساقیؔ" صاحب بھی ایک غیر مسلم اُردو شاعر ہیں، جنھیں اُردو زبان سے عشق ہے، ان کی مادری زبان سندھی ہے اور وہ سندھی زبان کے شاعر ہیں۔ لیکن انھیں اردو سے جو عشق تھا، اس نے اُن کو اُردو زبان سیکھنے پر مجبور کیا اور اپنے بے پناہ ذوق و شوق کی وجہ سے انھوں نے نہایت قلیل مدّت میں نہ صرف اُردو سیکھی بلکہ اُردو میں شعر بھی کہنے لگے۔

شعر گوئی کا یہی شوق انھیں میرے پاس لے آیا اور انھوں نے چند غزلیں برائے اصلاح میرے سامنے رکھ دیں، میں نے ان کے ذوق و شوق کو دیکھکر اِن کی حوصلہ افزائی کی اور حسبِ ضرورت رہنمائی بھی۔ بنا بریں ان کے جوہر کھلنے لگے۔ اور ایک قلیل مدّت میں ان کے پاس اتنا کلام جمع ہوگیا کہ وہ اسے مجموعہ کی شکل میں منظرِ عام پر لا سکیں۔

"دبی چنگاریاں" ان کا پہلا مجموعۂ کلام ہے، مجھے اُمید

جام سے جب جام ٹکرانے لگے !!
مے کی بارش ابر برسانے لگے !!

غم اٹھا کر بھی تو ہم خوش ہیں مگر
لوگ خوشیوں میں بھی گھبرانے لگے

ہم پہ کچھ کیجیے کرم، جب یہ کہا
مسکرا کر پھر ستم ڈھانے لگے

ہے زمیں پر چاندنی کتنی حسیں
لوگ پھر کیوں چاند پر جانے لگے

دل کی باتیں تو سمجھ سکتے نہیں
ہم ہی دل کو آپ سمجھانے لگے

اب نشہ ساقی کو بھی آنے لگا
میکشوں سے عشق فرمانے لگے

ظلم کی، پیار کی سوغات بھلی لگتی ہے
ہم کو دلبر کی ہر اک بات بھلی لگتی ہے

چاندنی رات بھی تنہائی میں ڈستی ہے مجھے
ساتھ ہو تو، تو سیاہ رات بھلی لگتی ہے

وہ ہمیں غم میں خوشی دیں یا خوشی میں غم دیں
جو ملے ان سے وہ سوغات بھلی لگتی ہے

ڈر زمانے کا تمہیں خوف ہمیں دنیا کا
ایسی حالت میں ملاقات بھلی لگتی ہے

پیار کا کھیل زمانہ سے نرالا دیکھا
جس میں ہر جیت سے ہر مات بھلی لگتی ہے

تم کو بادل کے برسنے میں مزہ آتا ہے
ہم کو نغمات کی برسات بھلی لگتی ہے

تمہاری یاد میں یوں دن گزارتے ہیں ہم
کہ سانس سانس پہ تم کو پکارتے ہیں ، ہم

حیاتِ نو کی غزل کو سنوارنا ہے ہمیں
تبھی تو جذبۂ دل کو ابھارتے ہیں ، ہم

تمہارے پیار کے مکتوب آج پڑھ پڑھ کے
پرانے زخموں کو پھر سے نکھارتے ہیں ہم

گلوں سے آج بھی اتنی محبتیں ہیں ، ہمیں !
خزاں میں جا کے چمن کو سنوارتے ، ہیں ، ہم

بڑے خلوص سے سنتے ہیں گیت ساقی کے
ہر ایک لفظ کو دل میں اتارتے ، ہیں ، ہم !

آخر شبِ فراق کے تاروں کو کیا کروں !
تیرے سوا حسین نظاروں کو کیا کروں !

یہ عکسِ رنگِ گل بھی جلاتا ہے زخمِ دل
اب اس چمن کے سرد شراروں کو کیا کروں

اب تک سرور ہے مجھے تیری ہی بزم کا !
اب بادۂ صفا کے خماروں کو کیا کروں ! !

غم تیرا بن چکا ہے مرے دل کا ماحصل
بیگانۂ خوشی ہوں قراروں کو کیا کروں

اب دور ہے خزاؤں کا میرے نصیب میں
اب زندگی میں آئی بہاروں کو کیا کروں

ساقی سے مجھکو اب تو تلاطم کا انتظار
کشتی کو کیا کروں میں کناروں کو کیا کروں

اک یاد تمہاری لے کر ہم جیون کا سفر کرتے ہیں ابھی
گلشن میں گزر کرنے کے لئے صحرا سے گذر کرتے ہیں ابھی

جب میں نے کہا اس نے نہ سنا ہر بار کہا دیوانہ مجھے
ہر بات میں اپنی ذکر میرا وہ شام و سحر کرتے ہیں ابھی !

جب گیت میرے وہ سُنتے ہیں آنکھوں سے اشک بہاتے ہیں
دل دل سے ملا ہے یا شاید یہ گیت اثر کرتے ہیں ابھی !

جن لوگوں نے اس دنیا کو اک باغ بنا کر چھوڑا تھا
یہ لوگ وہ ہی ہیں دنیا کو جو زیر و زبر کرتے ہیں ابھی

کچھ گیت لکھے کچھ نظم لکھی کچھ غزلیں بھی ہیں کہہ ڈالی
ہم شاعر بننے والے ہیں دُنیا کو خبر کرتے ہیں ابھی

کب چاند ستاروں کی باتیں کب باتیں پھول کی خاروں کی
ہم اپنے سکونِ دل کے لئے ہر بات ادھر کرتے ہیں ابھی

یہ اس کی ادائیں ہیں یا ہے اظہارِ محبّت کا ساقی
ہر بار اٹھا کر آنکھیں وہ نیچی جو نظر کرتے ہیں ابھی !

پیار کر لے رات پھر ایسی سہانی ہو نہ ہو
کیا پتہ جو آج ہے کل وہ جوانی ہو نہ ہو

چاند بھی ہے مے بھی ہے اور ساتھ ہے وہ دلربا
زندگی کی اس قدر پھر مہربانی ہو نہ ہو

ذکر تیرا، لفظ میرے اور غزلیں پیار کی
اس سے بڑھکر زندگی کی ترجمانی ہو نہ ہو

آ بہا لے جائیں تجھکو آج ساحل کے قریب
پھر ہمارے شعر میں ایسی روانی ہو نہ ہو!

داغِ دل اشکوں سے اپنے دھو لے ساقی بار بار
کون جانے کل تری آنکھوں میں پانی ہو نہ ہو

بے رخی میں بھی ترے پیار کے جلوے دیکھے
یعنی انکار میں اقرار کے جلوے دیکھے

دیکھ لو تم بھی ندامت کے یہ آنسو میرے
ساری دنیا نے گنہگار کے جلوے دیکھے

بال بکھرے ہیں ترے چاک ہے داماں تیرا
تیرے اس حال میں سنگار کے جلوے دیکھے

جس جگہ چاند ہے، تارے ہیں تو ظلمت بھی ہے
غم کے اندھیارے میں غم خوار کے جلوے دیکھے

اس نے محفل میں بلایا تو ہے لیکن ساقی!
کاش مجھ میں دلِ بیمار کے جلوے دیکھے

لوگ ہر بات کو افسانہ بنا دیتے ہیں
ہوشمندوں کو بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

ذکر کرتے ہیں تیرے حسن کا جس دم ہم لوگ
چاندنی رات کو افسانہ بنا دیتے ہیں

تیری مخمور نگاہوں سے ذرا سی پی کر!
ہم تو ہر چیز کو میخانہ بنا دیتے ہیں !

کچھ تو پہلے ہی کیا عشق نے پاگل دل کو !
اور کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں

حسن کی شمع وہ کرتے ہیں ایسے روشن!
عشق کو آتے ہی پروانہ بنا دیتے ہیں!

ہم وہ میخوار ہیں جو دیکھ کے تجھکو ساقی
میکدے کو بھی صنم خانہ بنا دیتے ہیں

کوئی لوٹ کر دل گیا آتے آتے
کسی نے ملائی نظر جاتے جاتے

قسم کھا رہے تھے نہ پینے کی جب ہم
کسی نے پلا دی قسم کھاتے کھاتے

کہاں تک ستائے گا ہم کو زمانہ!
وہ مٹ جائے گا خود ستم ڈھاتے ڈھاتے

سبھی بزم میں جھوم کر سُن رہے تھے!
ہمیں اُٹھ گئے خود غزل گاتے گاتے

میری خوش نصیبی ہے نکلا میرا دم
زباں پر تیری داستاں لاتے لاتے

اٹھاتے رہو رنج پر رنج ساقی!
خوشی بھی تو ملتی ہے غم کھاتے کھاتے

جو غم سہنے سے ڈرتے ہیں وہ دیوانے نہیں ہوتے
شمع سے دور جو رہتے ہیں، پروانے نہیں ہوتے

کیا آباد جس کو باغباں نے خونِ دل دے کر!
چمن ایسے خزاؤں میں بھی ویرانے نہیں ہوتے

نشانِ منزلِ اُلفت سے جو نا آشنا ہو جائے
محبت کے مسافر ایسے انجانے نہیں ہوتے!

سرِ میخانہ جو پی کر ہواس و ہوش کھو بیٹھیں
کبھی ساقی کی نظروں میں وہ مستانے نہیں ہوتے

ہے کہ اردو داں حضرات اِن کی اِس کاوش کو بنظرِ تحسین ملاحظہ فرمائیں گے،
میں اس مجموعہ کی اشاعت پر تمام اہلِ اردو کی جانب سے انھیں مبارکباد
پیش کرتا ہوں۔ نیز اردو شعراء کے جلیل القدر کارواں میں ان کی بادیہ
پیمائی کو قابلِ ستائش سمجھتا ہوں، چونکہ اردو کے خصوص میں اس کی ہمہ گیریت
کی جنابِ ساقی ایک روشن دلیل ہیں۔

بھگوان کھلنانی ساقی کی علمی قابلیت کے تعلق سے یہ بات قابلِ
ذکر ہے کہ انھوں نے بحیثیت مدرس پونہ میں عرصۂ دراز تک تعلیمی خدمات انجام
دی ہیں، وہ تقریباً ستائیس ۲۷ سال تک جے ہند ہائی اسکول پمپری (پونہ)
میں پرنسپل کے عہدے پر فائز رہے اور سنہ ۱۹۸۰ء میں اس عہدے سے
ریٹائر ہوئے۔ اب وہ علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

دعا ہے کہ خداوندِ عالم انھیں لمبی عمر عطا کرے اور کامیابی
سے ہمکنار۔

آمین

مخلص:۔

حکیم رازی ادیبؔ۔ پونہ ۱

دل ہی میں دل کی بات دبایا نہ کیجئے !
دنیا کے ڈر سے پیار چھپایا نہ کیجئے !

میں نے لکھے ہیں گیت سبھی آپ کیلئے
میرے ہی گیت مجھکو ستایا نہ کیجئے

اک دوسرے سے ان کا تعلق ہے بالیقیں
غم سے خوشی کا ساتھ چھڑایا نہ کیجئے

ممکن ہے قدر آپ کی ہو جائے کم کہیں !
ہر انجمن کو جا کے سجایا نہ کیجئے !

ساقی دکھا دکھا کے تصور میں جام تو
ہر روز ہم کو ایسے لبھایا نہ کیجئے

پیار میں روز ملاقات ہوا کرتی ہے
روز کوئی نہ کوئی بات ہوا کرتی ہے

روز وہ ہاتھ ملانے کو چلے آتے ہیں
ہاتھ میں روز ہی سوغات ہوا کرتی ہے

تیری زلفوں کی گھٹا جب بھی برستی ہے ساقی
نغمہ و شعر کی برسات ہوا کرتی ہے

زندگی کا نشہ اترنے دے
دل میں اک درد سا ابھرنے دے

موت کو پھر گلے لگائینگے
زیست سے پہلے جی تو بھرنے دے

پیار کی اور حسن کی باتیں ؟
خواب ہیں، خواب کو بکھرنے دے

جس میں خوشیاں بھی، غم بھی ہوں ساقی
زیست کو اس طرح گزرنے دے

نام ۔ بھگوان کھِلنانی ۔ تخلّص ۔ ساقی

تاریخ پیدائش ۔ ۳ر نومبر سنہ ۱۹۱۲ء

مقام پیدائش ۔ نواب شاہ سندھ پاکستان

شاعری کی ابتداء ۔ سنہ ۱۹۸۲ء

ASBAQUE PUBLICATION
ASBAQUE PUBLICATION PUNE.
DABI CHINGARIYAN
BY
Saqui Khilnani
3/21 NEETA PARK,
YERAWADA PUNE. 6.

کچھ اپنے بارے میں

میں شاعر تو نہیں تھا البتہ شعر و نغمہ سے روحانی اُنسیت اور قلبی لگاؤ ضرور رکھتا تھا، ابتداء ہی سے اُردو کے نامور شعراء کا کلام میرے مطالعہ اور مشاہدہ میں رہا اسی تعلق نے مجھے شعر گوئی کی طرف مائل کیا، میں معلمی کے مقدس پیشے سے وابستہ تھا جب اس فرض سے سبکدوش ہوا تو اُردو زبان سیکھنے کی خواہش نے دل میں چٹکی لی اور ایک انجانا درد جاگ پڑا جس کے علاج کی طلب مجھے حکیم رازی صاحب کے دربار میں کھینچ لائی، حکیم رازی جہاں ایک کامیاب شاعر ہیں وہاں اردو زبان کے ماہر بھی ہیں موصوف نے میری غرض کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے مجھے اپنا شاگرد بنا لیا، میں چونکہ سندھی زبان کا آدمی ہوں اس لئے اردو زبان کے جوہر مجھ پر بہت جلد کھلنے لگے اور میں انتہائی سنجیدگی اور حضورِ قلب کے ساتھ غزل گوئی کی طرف مائل ہو گیا۔

حکیم صاحب میری حوصلہ افزائی فرماتے رہے جس کے سبب میرا جذبۂ عشق غزل کے سانچے میں ڈھل کر سرِ قرطاس پر بکھرنے لگا ——— جب مشقِ سخن بڑھنے لگی تو حکیم رازی صاحب نے مجھے نذیر فتح پوری صاحب کے حوالے کر دیا، نذیر فتح پوری صاحب نے خلوص اور محبت سے میری رہنمائی کی، حقیقت تو یہ ہے کہ نذیر فتح پوری کے روپ میں مجھے ایک استاد مل گیا۔

نذیر صاحب نے گھنٹوں بیٹھ کر میری غزلوں کو درست کیا ہے اور مجھے شاعری کے نکات سے آگاہ کیا ہے اور میں نے اپنی بساط بھر سیکھا بھی ہے جس کا ثبوت " دبی چنگاریاں " کی صورت میں آپ کے پیشِ نظر ہے، یہ کتاب میری اُردو شاعری کا پہلا انتخاب ہے جو اسباق پبلی کیشنز کے زیرِ اہتمام شائع ہو رہا ہے اس سے قبل سندھی غزلوں کا ایک مجموعہ بھی شائع ہوا تھا۔